اُمّیتِ رسول ﷺ اور مستشرقین

Orientalistic view of Prophet’s illiteracy

عبدالوہاب جان الازہری*

ABSTRACT

Orientalists have always denied the acceptance of the divinity and authenticity of Qur’an. For this purpose, they have presented multifarious objections to prove the Qur’an as a discourse of Muhammad ﷺ which he learnt from the Christian monks and derived it from the judeo-Christian sources.

They specially mention that Muhammad ﷺ was not an illiterate person he was rather a pupil of the monks. In this way, their aim is to prove false the claim of the miraculous (I’jaz) style of the Qur’an. We have proved in this study that according to Quran, Tafaseer and Hadiths of Prophet ﷺ, history and logic, that Muhammad ﷺ since his birth until his death,was illetrate ,did not know how to read or write.

In this paper, an effort has been made to examine the Western arguments and deduce the actual position in this matter. The basic and fundamental sources have been used to precede the discussion.

Keywords: Orientalists, authenticity of Qur’an, judeo-Christian, Prophet’s illiteracy (Ummiyyat).

* لیکچرار شعبہ عقیدہ وفلسفہ اسلامی، کلیہ دراسات اسلامیہ (اصول الدین)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

اس میں شبہ نہیں کہ بہت سے مستشرقین نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی، انہوں نے ساری ساری عمریں علومِ اسلامیہ کی تحقیق و تدریس میں صرف کر دیں، اور بڑی جانکاہ محنت کر کے مسلمانوں کے علوم و فنون اور ان کی عظمت رفتہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا، ان کی نادر و نایاب کتابوں کا پتہ چلایا، بے حد مشقت اور بڑے اخراجات کے تحمل کے بعد ان تک رسائی حاصل کی اور نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ انہیں شائع کیا، ان پر حواشی لکھے، ان کی شرحیں کیں، مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے، اسلامی موضوعات پر نہایت بلند پایہ کتابیں تالیف کیں اور اسلامی علوم و فنون کی ہر شاخ پر نہایت وسیع لٹریچر فراہم کیا۔ ان کی ان خدمات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، ان کی محنت و جانفشانی کی داد نہ دینا ظلم اور احسان فراموشی ہو گی۔ لیکن اسی کے ساتھ جہاں اسلام کے متعلق ان کے افکار، خیالات اور تحقیقات کا تعلق ہے۔ خالص اسلامی نقطہ نظر سے ان کے قبول کرنے کا سوال نہایت اہم ہے۔ اس لیے کہ اسلامی مسائل کے متعلق اپنی تحقیقات میں انہوں نے اب تک نیک نیتی کا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے، یا تو وہ مشرقی روایات، مشرقی مذاق اور خصوصاً اسلامی ذوق و نظر سے بیگانہ ہونے کی وجہ سے علومِ اسلامیہ کے سمجھنے اور اس کے پیش کرنے میں نہایت فاش غلطیاں کرتے ہیں، یا عمداً وہ اسلام کو نہایت مسخ شدہ صورت میں پیش کرتے ہیں۔

بہر حال جو بھی صورت حال ہو ان کی یہ غلطیاں علم و فن کی خدمت اور تحقیق کے پردے میں ہوتی ہیں، یہ زمانہ تحقیق کا ہے، اس لیے ان سے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں اسلام کے متعلق سخت گمراہیاں پھیلتی ہیں بلکہ یہاں تک کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کو یونانی فلسفہ، عجمی دہریت اور ہندووانہ خرافات، کسی سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا ان محققین کی زہر آلود تحریروں سے پہنچا ہے۔ جس کے مظاہر آئے دن، آج کل کے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں نظر آتے ہیں۔ اس لیے دین اسلام کے متعلق ان کی تحقیقات پر اندھا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے۔

اس سلسلے میں مستشرقین نے جو الزامات قرآن مجید (کتاب اللہ) پر لگائے کہ یہ محمد ﷺ کی تالیف کردہ کتاب ہے، اس پر ان کی مختلف تحریریں اور مضحکہ خیز دلائل سامنے آئے جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کی اُمّیّت کا انکار ہے۔

زیرِ نظر بحث میں اس موضوع پر مستشرقین کے الزامات کا جائزہ لے کر رسولِ اسلام ﷺ کے اُمّی ہونے کا عالمانہ دفاع اور اُن کے زہر آلود دلائل کے رد کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ مزید برآں مستشرقین نے قرآن کریم کے حوالے سے جو مطالعہ اور تحقیق کی اس کے بارے میں یہاں مختصراً تحریر کیا گیا۔ اس سلسلے میں مستشرقین نے قرآن کریم کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا۔ سب سے پہلا کام انہوں نے قرآن کریم کے معنوں کا ترجمہ کیا۔

بارہویں صدی عیسوی میں Robert of Ketton (1160ء- 1110ء)کی طرف سے کیے گئے لاطینی زبان کے ترجمے "ایک جھوٹے پیغمبر محمد کے قوانین" (Lex Mahumet (Pseudoprophete

میں جو کسی بھی یورپی زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ تصور کیا جاتا ہے۔[1] اس میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ تنقیدی تشریح بھی کی جس کا مقصد مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کرنا اور عیسائیت کو قبول کرنے کی طرف راغب کرنا تھا۔ اس کے بعد لوڈویک مراسی، پھر جارج سیل اور بعد ازاں جرمن زبان میں(1802-1870) Gustav Flugel کا ہے۔

ان تمام مستشرقین کے قرآن کریم کے بارے میں جو من گھڑت دعوے سامنے آئے ہیں ان میں پہلا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم کا مصدر یہودیت اور عیسائیت ہے۔ اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم میں پرانے زمانے کے لوگوں کے قصص ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے تورات اور انجیل سے اخذ کیے ہیں۔

جیسا کہ مستشرق الفریڈ گیوم "Alfred Juillaume" (۱۸۸۸ ء-۱۹٦٦ ء) اور منٹگمری واٹ Watt وغیرہ کے تمام مطالعے کا محور قرآن کی بشریت کا دعویٰ اور یہ کہ محمد ﷺ نے قرآن یہودیت اور نصرانیت سے اخذ کیا ہے، پر تھا۔ اس سلسلے میں الفریڈ گیوم کی دو کتابیں "الاسلام "۱۹۵۴ء میں Penguim سے اور "حیات محمد "۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ سے شائع ہوئی۔ اور واٹ کی "محمد ﷺ مکہ میں "یا محمد ﷺ کا مکہ "[۲] وغیرہ۔

اسی طرح ایک امریکی ادیب مستشرق ایچ۔ اے ولفسن (۱۸۸۷-۱۹۷۴ء) نے (The Philosophy of the Kalam) نامی کتاب میں بھی خرافات کی انتہا کر دی۔ جو Harward University Press سے ۱۹۷٦ء میں شائع ہوئی تھی۔

مسٹر ولفسن جب ترجمہ کرتے ہیں تو وہ معنی اور مراد سے ہٹ کر کرتے ہیں، حتیٰ کہ ایک ہی آیت کے اندر موجود قرآئن، آیتوں کے سیاق وسباق کی کوئی پروا نہیں کرتے اور ترجمہ ٹھونس دیتے ہیں۔ مثلاً "یحیی ویمیت" کا ترجمہ کرتے ہیں "He, Maketh and Killeth" یعنی "یمیت" کا ترجمہ "قتل" سے کرتے ہیں۔[۳] اس کا صحیح ترجمہ انگریزی میں اس طرح بنتا ہے۔

(Allah Makes and causes die)

اسی طرح ایک یہودی مستشرق ابرھام جیگر "Geiger Abraham" بھی قرآن کا مصدر تورات بتاتے ہیں۔[۴]

جب ہم ایڈورڈ پالمر Palmer Edward Henery (1840-1882)، انگریز مستشرق اور جاسوس کے ترجمہ کو دیکھتے ہیں تو وہ لفظی ترجمہ پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ چونکہ وہ اپنے اسلاف کی طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم حضرت محمد ﷺ کی تالیف کردہ ہے۔ اس لیے قرآن کی زبان میں کھردرا پن، سختی اور کجی بہت ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ فصیح اللسان نہیں تھے۔ مذکورہ شخص اپنے ترجمہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ میں نے قرآن کا لفظی ترجمہ کیا ہے اور جہاں جہاں زبان کی سختی اور تعبیر میں کوئی عدم وقار ہو تو میں نے انگریزی میں بھی اسی طرح ترجمہ کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔

مسٹر پالمر چونکہ دشمنِ اسلام ہے اس لیے وہ شہد کو بھی زہر کی نظر سے دیکھتا ہے جو کہ تعصب کی انتہا ہے۔ قرآن کریم نہ محمد ﷺ کی تالیف کردہ ہے اور نہ آپ ﷺ کی زبان میں کھردرا پن یا سختی ہے بلکہ آپ ﷺ کے عرب وعجم کے دشمن آپ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کے قائل ہیں۔ اور یہ اعتراضات خود ہی پالمر صاحب کی کم علمی اور کج فہمی کے لیے کافی ہیں۔[۵]

قرآن کریم کے متعلق ان مستشرقین کے مختلف الانواع اعتراضات آپ کو ملیں گے، اور یہ سب مستشرقین اس پر متفق ہیں کہ یہ کتاب محمد ﷺ کی تالیف کردہ ہے، اس پر ان کے مضحکہ خیز دلائل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں:

۱) آپ ﷺ نے مختلف افکار وقصص یہودیت اور نصرانیت سے اخذ کیے ہیں اور پھر آپ ﷺ نے اس کو قرآن کا حصہ بنایا [۶]۔ (جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا)۔

۲) محمد ﷺ ایک عبقری انسان تھے، اس نے بعد میں امت بنانے میں جو کردار ادا کیا وہ پہلے سے ایک طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت تھا [۷]۔

۳) اس نے شعر و سخن میں کمال حاصل کیا تھا تاکہ قرآن میں ایک ربط و نظم رہے [۸]۔

۴) لفظ وحی سے مراد "نصوص کا الہام الٰہی" نہیں بلکہ اشارے یاSuggestion یا ایک وہمی تکلم Intellectual Locutionمراد ہے [۹]۔

۵) قرآن کے اندر بہت سی سائنٹفک غلطیاں ہیں بالخصوص کائنات کے بارے میں، اور بہت سے غیر عربی الفاظ کا قرآن کریم میں موجود ہونا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ یہ محمد ﷺ کی تالیف کردہ کتاب ہے [۱۰]۔

اس سلسلے میں علماء اسلام ان اعتراضات کا تین زاویوں سے ردّ کرتے ہیں۔

(ا) چونکہ کتب سماوی کا مصدر ایک ہی ہے اس لیے اگر ان قصص میں کوئی تشابہ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(ب) کتب سابقہ میں جو قصص مذکور ہیں وہ تحریفات پر مشتمل ہیں۔ اور ان میں مادی پہلو اور انسانی ہاتھ کا زیادہ عمل دخل ہے۔ اس لیے اس پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ نیز کتب سابقہ میں ان قصص کے بارے میں ایسی فحش تصویر کشی کی گئی ہے کہ ایک کتاب مقدس کو اس کا احاطہ زیبا نہیں ہے۔

(ج) یہ کہ رسول اللہ ﷺ امی تھے، یعنی نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے۔ اور نہ یہ ثابت ہے کہ بعثت سے پہلے کسی یہودی یا عیسائی سے آپ ﷺ کی قرابت اور تعلق ہو۔ تو آپ ﷺ نے کسی طرح یہ قرآن ان سے لیا ہو۔ اور اگر یہ ثابت ہو تو قریش ضرور واویلا مچادیتے اور آپ ﷺ کی تابعداری نہ کرتے۔

چونکہ مستشرقین کا زیادہ زور رسول اللہ ﷺ کی اُمیّت سے انکار پر ہے [11]۔ کیونکہ اسی امیت سے قرآن کریم کا معجزہ ثابت ہوتا ہے اس لیے ہم بھی اس بحث میں ان ہی کی آراء کا جائزہ لیں گے اور اُن پر رد کریں گے۔

لفظ "اُمّی" قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی ہیں "مَن لَا یقرأ وَلَا یکتُب" جو نہ لکھ سکتا ہو نہ پڑھ سکتا ہو۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ [12].

ترجمہ: وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی اُمی ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ [13].

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تو اللہ پر اور اس کے رسول، پیغمبر اُمّی پر جو اللہ پر، اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں، ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

یہ دو آیتیں رسول اللہ ﷺ پر منطبق ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں کلمہ "امی" بصورت "امیین" چار جگہوں پر آیا ہے:

۱۔ ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ [14].

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

۲۔ ﴿فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ (۱۵).

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ!) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑیں تو فرما دیجیے میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور اہلِ کتاب اور اَن پڑھ لوگوں سے کہیے کہ کیا تم بھی (اللہ کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پا لیں گے اور اگر منہ پھیریں تو آپ کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

۳۔ ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (۱۶).

ترجمہ: اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس (مال و دولت کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دے دے۔ اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں (غیر یہودیوں) کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہو گا۔ یہ اللہ پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں۔

۴۔ ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ (۱۷).

ترجمہ: اور بعض ان میں اَن پڑھ ہیں کہ اپنے خیالات (یا جھوٹی آرزوؤں) کے سوا (اللہ کی) کتاب سے واقف ہی نہیں۔

پہلی دو آیتوں میں لفظ "امی" رسول اللہ ﷺ کا بطور صفت بیان فرمایا ہے۔ اس پر تمام مفسرین اور لغت کے ماہرین متفق ہیں، اس کی تفصیل مستشرقین کے آراء کے بعد بیان کریں گے لیکن نمونہ کے طور پر لسان العرب میں ابن منظور صاحب لکھتے ہیں:

"محمد ﷺ اللہ کے نبی کی صفت "اُمّی" بیان کرنے کا مقصود یہی ہے کہ امت عربی نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا، تو اللہ تعالیٰ نے ان ہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو خود بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اور یہ ان کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا کہ وہ، ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب، جو ان پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اتارا، بغیر کسی تبدیلی اور تغیر کے ان کو سنائیں۔ جبکہ عرب کے خطباء کا یہی طریقہ رہا کہ وہ ہر خطبہ میں حذف واضافت کے ساتھ گر دانتے تھے تو حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ اس کی منزّل کتاب محفوظ رہے اور نبی پر جو نازل ہوا ہو اس میں اس کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (۱۸).

ترجمہ: اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے۔ ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے۔

اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ "اُمّی" وصف ہے اس شخص کا جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا ہو اور یہ وصف قرآن نے رسول اللہ ﷺ کے لیے استعمال کیا۔ اور "اُمّی" لفظ "اُمّۃ" سے مشتق ہے جس کے معنی "اُمّۃ العرب" ہے کیونکہ عمومی طور پر عرب "اُمّی" تھے۔ اسی وجہ سے عرب کو "امیین" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کہ ان میں خط وکتابت بہت نادر تھی یا بلکہ مفقود تھی، اور اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ہوتی ہے فرماتے ہیں "بعثت إلى أمة أمية" میں ایک امی امت کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اُمّیّتِ رسول ﷺ میں حکمت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ "امی" پیدا ہوئے اور نبوت ملنے تک "امی" ہی رہے۔ اور یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے کمالات اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾(۱۹)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی صفت "اُمّی" کہ وہ امیّین پر اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور ان کو اس کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں، جیسا کہ امم سابقہ کو انبیاء کرام علیھم السلام کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور ان کو حکمت سکھاتے تھے وغیرہ یہ تمام اوصاف رسول اللہ ﷺ کی صفت اُمّیّت کے باوجود بھی بدرجہ اتم موجود تھیں کیونکہ امم سابقہ امیین میں سے نہیں تھیں۔

علامہ فخر الدین رازی صاحب فرماتے ہیں کہ "رسولاً منھم" سے مراد محمد ﷺ ہیں کہ آپ ﷺ ان ہی کے نسب اور حسب سے تھے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾(۲۰)

ترجمہ: (لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔

چونکہ کتب سابقہ میں نبی الامّی کی بشارت آئی تھی لہذا اس کا لکھنا پڑھنا نہ جاننا آپ ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے(۲۱)۔

علامہ سیوطی اور ابن جوزی لکھتے ہیں کہ صفت "اُمّی" تورات اور انجیل میں نبی کریم ﷺ کے لیے استعمال ہوا تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا ہو گا تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے(۲۲)۔

علامہ زرکشی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُمّی تھے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تھی تو آپ زبان کو حرکت میں لاتے تھے تو حکم ہوا کہ آپ زبان کو نہ ہلائیں اور ہم جو نازل کر رہے ہیں اس کو غور سے سنیں، اس سب کو محفوظ کرنا، آپ کو یاد کرانا اور آپ کے سینے میں جمع کرنا ہمارا کام ہے (۲۳)۔

مستشرقین کی آراء کا جائزہ

ا۔ سپرنگر Aloys Sprenger (۱۸۱۳ء-۱۸۹۳ء) اپنی کتاب The Life of Muhammad" تین جلدوں کی کتاب میں تین زاویوں سے لفظ "اُمّی" کے بارے میں اپنے مذموم خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

جلد اوّل میں لکھتے ہیں" کہ محمد ﷺ سے پہلے جزیرۃ العرب، اہلِ کتاب اور وثنیین یعنی بت پرستوں میں تقسیم تھا، اہلِ کتاب یہود، نصاریٰ اور صائبین پر مشتمل تھے جن پر آسمانی کتابیں نازل ہوئی تھیں، لیکن وثنیین کے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔۔۔۔۔۔"

آگے جلد دوم میں تدریجی طور پر لکھتا ہے کہ " اُمّی سے مراد بت پرست ہے"۔ اور پھر جلد سوم میں لکھتا ہے " کہ اُمّی سے مراد وہ انسان ہے جو پڑھ سکتا ہو لیکن لکھ نہ سکتا ہو، استدلال میں قرآن کریم کی آیت پیش کرتا ہے کہ ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتٰبَ إِلَّآ أَمَانِيَّ﴾

ترجمہ: اور بعض ان میں اَن پڑھ ہیں کہ اپنے خیالات (یا جھوٹی آرزوؤں) کے سوا (اللہ کی) کتاب سے واقف ہی نہیں۔

مسٹر سپرنگر آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ "ان میں سے امیین ہیں جو لکھنا نہیں جانتے لیکن پڑھ سکتے ہیں، یعنی أَمَانِيَّ سے مراد وہ پڑھنا لیتے ہیں" (۲۴)۔

مسٹر سپرنگر حضرت جعفر صادق سے منسوب ایک شاذ روایت پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ امی سے مراد وہ شخص ہے جو پڑھ سکتا ہو لیکن لکھ نہ سکتا ہو۔ اور یہ قول اس نے ایک انگریز ایڈورڈ ولیم کی ایک کتاب سے لیا ہے" (۲۵)۔

۲۔ مستشرق وینسنک: A.J. Wensink (1881ء-1939ء)

اسلام دشمن جرمن مستشرق مسٹر وینسنک "Eastern Affairs" نامی رسالہ میں اپنے مقالہ ''عقیدہ الاسلام'' میں لفظ اُمّی کے بارے میں وہی کہتا ہے جو ان سے پچاس سال پہلے سپر نگر نے کہا تھا نیز اس کے نزدیک لفظ اُمّی سے مراد اہلِ کتاب کے علاوہ اقوام مراد ہیں۔ لیکن وینسنک نے اس میں اضافہ کر کے لکھا ہے کہ لفظ "اُمّی" اُمۃ سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنی ہیں بت پرست قوم! نسل اور یہ عبرانی لفظ "جویم" کے مترادف ہے۔

مسٹر وینسنک کی جدّت یہ ہے کہ اس نے عربی لفظ "اُمّۃ" کا عبرانی لفظ "جویم" سے موازنہ کیا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ لفظ "جویم" تورات کی "سفر التکوین" میں موجود ہے لیکن لفظ "جویم" کے بارے میں یہودیوں کے اندر بھی اختلاف ہے کوئی اس سے مراد "ایک بادشاہ لیتے ہیں جس نے وادی اردن میں ایک بادشاہ پر چڑھائی کی تھی"، کوئی اس سے مراد "قوم" لیتے ہیں، اس لیے ان کے ہاں اس کا کوئی واضح معنی نہیں پایا جاتا، اور نہ یہ لفظ اسلام کی آمد سے پہلے عرب میں معروف تھا تو یہ وینسنک کا ایک مفروضہ ہے [۲۶]۔

۳۔ جوزف ہروٹیز (osef Horovitz) (1874ء-1931ء)

اسلام دشمن یہودی عالم جرمن مستشرق ہروٹیز نے اس سلسلے میں اپنے دو مقالوں "قرآن کریم میں یہودی ناموں اور اس کا اشتقاق" اور "قرآنی مباحث [۲۷] میں "اُمّی" کا ترجمہ اپنی عبرانی تعبیر کے مطابق کر کے لکھتا ہے کہ "اُمۃ ھاعولام" یعنی اسرائیلی قوم کے مقابل اقوامِ عالم"، آگے لکھتا ہے کہ "اُمّی" کی صفت سیدنا محمد ﷺ کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد ''کافر'' یا ''بت پرست'' ہے۔ تو اس صفت سے موصوف ہونا ایک قسم کی اہانت ہے [۲۸]۔

۴۔ فرانٹس بوہل Frants Buhl (1850-1932ء)

مسٹر بوہل لکھتے ہیں کہ محمد ﷺ فن قراءت وکتابت سے واقف تھے، لیکن یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں کے فہم سے قاصر تھے۔۔۔ یا یہ کہ کسی نے ان کو اس کی تعلیم دی ہو جب وہ کسی عبارت یا قصے کو تورات سے نقل کرتے تھے [۲۹]۔

۵۔ نیلنو (Carlo Alfanso Nallino) (1938-1872)

یہ ایک ایطالی مستشرق ہے، لکھتے ہیں کہ محمد ﷺ صرف عربوں کے لیے آئے تھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام قومِ اسرائیل کے لیے مبعوث ہوئے تھے، اور عیسیٰ علیہ السلام فلسطینیوں کے لیے آئے تھے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی محمد ﷺ ایک عالمگیر پیغمبر تھے، انہوں نے ۶۲۸ء میں اس وقت دنیا کے چار بڑے بادشاہوں کو خط لکھے تھے تو اس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی رسالت دنیا کی تمام اقوام کے لیے تھی، اگر یہ صرف عربوں کے لیے آئے ہوتے تو پھر انہوں نے بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کیوں دی؟

اور ساتھ ہی قرآن کریم ہی کے اندر یہ وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام عالم کے لیے مبعوث ہیں۔ کیونکہ لفظ "اُمّی" کی نسبت لفظ "امم" کی طرف ہے جو کہ جمع ہے امت کا یعنی لفظ "اُمّی" مشتق ہے "امم" سے جس کے مفرد کے معنی ہیں "عالمی" پس "النبی الامی" سے مراد "النبی العالمی" ہے۔ اور قرآن کریم میں جو لفظ "الامیین" جمع کے صیغہ کے ساتھ چار مرتبہ آیا ہے یعنی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۷۸ میں، سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۲۰ اور ۷۵ میں اور سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر ۲ میں، اس کے معنی ہیں مختلف امم یا تمام اقوام عالم پس لفظ "اُمّی" نبی کریم محمد ﷺ پر منطبق ہوتا ہے جس کے معنی ہیں "عالمی" یعنی تمام اقوام عالم کے لیے مبعوث، اور لفظ "الامیین" کے معنی ہیں "تمام اقوام عالم" (۳۰)۔

اور ڈاکٹر بدوی صاحب آیت کریمہ ﴿وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِىَّ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "امیون" کتب مقدسہ سے واقف نہیں تھے۔ اور اس بات پر ان کو ملامت نہیں کیا جاسکتا اگر ایسا ہو تو پھر عیسائی بھی بدھ مت کی کتابوں کو نہیں جانتے تھے۔۔۔ (۳۱)۔

۶۔ مستشرق ہوارٹ کا یہ الزام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے شام کے سفر میں بصریٰ کے پادری بحیرا الناصری سے شام کے قریب ملاقات کی تھی جنہوں نے آپ کو مذاہب کے بارے میں بتایا تھا۔ نیز یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو وہ سورتیں سکھایا کرتے تھے جو قرآن کریم میں وارد ہوئیں (۳۲)۔

افتراء پردازی کی انتہا ہے اور خلافِ عقل الزام بھی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر میں جب روانہ ہوئے تھے تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ اور سفر میں

مذکورہ پادری سے جو ملاقات ہوئی تھی وہ اس پادری سے آپ ﷺ کی زندگی کی پہلی اور آخری ملاقات تھی ۔ یہ ملاقات ۵۸۲ء میں ہوئی تھی اور قرآن کا نزول ۶۱۰ء میں شروع ہوا تھا، یعنی رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے ۴۰ سال بعد، اس ملاقات کے ۲۸ سال کے بعد قرآنی سورتوں کا نزول شروع ہوا۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲۸ سال کے اس عرصے میں بلکہ ۶۲۱ء تک ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ میں رہے، اس عرصے میں پادری بحیرا سے نہ مکہ میں آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی نہ مدینہ میں کہ وہ آپ ﷺ کو سورتیں سکھاتے۔ نہ اس وقت اتنی تیز ٹیکنالوجی تھی کہ سینکڑوں میل دور، پادری ان کو بذریعہ ٹیلکس یا انٹرنیٹ سکھاتے (یا للعجب)!

مستشرقین جس افترا پردازی کا دعویٰ کر رہے ہیں وہ اس کتاب یا ماخذ جس کی بنیاد پر یہ دعویٰ کر رہے ہیں پیش نہیں کر سکتے اور نہ کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ، کیونکہ یہ ان کی اپنی گھڑی ہوئی چالیں ہیں۔

مستشرقین کی ایک جماعت جن میں کلیمان ہوار، یہودی مستشرق مار گولیتھ اور جاسٹان فیٹ مصنف کتاب "Glory of Islam" وغیرہ کا الزام ہے کہ قرآن کریم اللہ کا نازل کردہ کلام نہیں ہے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی تصنیف ہے (۳۳)۔

یہ ایک ایسا جھوٹا الزام ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں، ہر شخص کو یہ معلوم ہے کہ آپ ﷺ کا بنیادی پیشہ بکریاں چرانا اور تجارت کرنا تھا، زندگی کے کسی بھی مرحلے میں آپ ﷺ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی تھی، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اُمّی تھے، ۵۳ سال تک مکہ مکرمہ میں رہے کسی سے کوئی پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا۔

مکہ میں ۸۶ سورتیں اور مدینہ منورہ میں ۲۸ سورتیں نازل ہوئیں کل ملا کر ۱۱۴ سورتیں ہوگئیں۔ تو پھر کیسے ایک انسان جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا وہ ۱۱۴ سورتوں کی تصنیف کر سکتا ہے جو ۶۶۶۶ آیتیں، ۷۷۸۴۵ الفاظ اور ۳۲۳۰۷۳ حروف پر مشتمل ہیں، ادبی فصاحت وبلاغت کا ایک معجزہ اور حکمت کی باتوں پر مبنی کتاب کی ایک امی شخص خود تصنیف کرے، بھلا یہ سب کیسے ممکن ہے؟!!!

درحقیقت مستشرقین رسول اللہ ﷺ کی اندھی دشمنی میں ایسی چیزوں کا تصور پیش کرتے ہیں جن کا عقل تصور بھی نہیں کر سکتی۔

۷ ۔ سٹوبرٹ: لکھتے ہیں کہ غالب گمان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ "اُمّی" نہیں تھے۔ کیونکہ اسلامی تاریخ میں بعض واقعات اس بات کی دلالت کرتے ہیں جیسا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو رسول اللہ ﷺ نے خود تحریر فرمایا (۳۴)۔ اس مستشرق کے تاریخی مطالعے کی درستگی عنقریب کریں گے۔

۸ ۔ مونٹگمری واٹ (Montgomery Watt) مونٹگمری واٹ ہمیشہ اپنی غیر جانبداری کا اعلان کرتا رہا ہے لیکن اس کی کتاب "Mohammad at Mecca" تعصب اور رسول پاک ﷺ کی شان عظیم میں اور اس پر منزّل کتاب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ اور خصوصاً اُمیت رسول ﷺ کے انکار اور تشکیک میں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتا رہا۔

مسٹر واٹ "ما أنا بقارئ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"محمد ﷺ کا قول "ما أقرأ" جو فرشتہ کے قول" اقرأ" کے جواب میں کہا تھا کی تفسیر "میں قرات یا تلاوت نہیں کر سکتا ہوں" ہونا چاہیے۔ کیونکہ ابن ہشام کی روایت بھی "ما أقرأ" اور "ماذا أقرأ" اور "ماذا أتلو" یعنی میں کس چیز کی تلاوت کروں، جو کہ "ما أقرأ" کا ایک فطرتی معنی ہے۔۔۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہ بالکل واضح ہے کہ متاخرین اور تقلیدی مفسرین مذکورہ معنی بیان کرنے سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ یہ کلمات اور معانی ان کے اس عقیدہ کی بنیاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور یہ بات قرآنی معجزہ کا اہم عنصر ہے" (۳۵)۔

واٹ صاحب آگے حدیث کے راویوں پر الزام لگاتے ہیں ان کے بقول "متاخرین راوی ایسی من گھڑت روایتیں پیش کرتے ہیں جس سے امیت محمدی ثابت ہوتی ہے" حالانکہ امیت محمدی ان متاخرین راویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہرگز نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ واٹ اور دوسرے مستشرقین کا الزام ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالکل امی نہ تھے کیونکہ وہ کامیاب تاجر تھے اور تجارت کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ حساب کتاب برابر رکھنے کے لیے لکھنا پڑھنا جانتا ہو" اور اس وقت مکہ کے اکثر لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے (۳۶)۔

اس اندھے متعصب کا علمی محاسبہ آخری مستشرق باریہ کے بعد کریں گے۔

۹۔ فرانسیسی مستشرق باریہ لکھتے ہیں:

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (۳۷)

ترجمہ: اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس (مال و دولت کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دے دے۔ اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں (غیر یہودیوں) کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہو گا۔ یہ اللہ پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں۔

اس آیت میں امیین سے مراد وہ لوگ نہیں جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے بلکہ اہل کتاب نے اس کو بت پرستوں کے لیے استعمال کیا تھا۔ اور محمد ﷺ کے لیے لفظ "اُمّی" کے جو معنی مراد لیا جاتا ہے اس کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ بعض لغوی عوامل لفظ "اُمّی" کا معنی "جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو" کی تحدید مشکل ہے۔

عربی زبان میں لفظ "اُمّی" اور عبرانی میں "اماع" اور آرامی زبان میں "امیتا" اُس امت پر دلالت نہیں کرتا جو جہالت کی حالت میں ہو۔ بعض لوگوں نے لفظ امی کا اطلاق محمد ﷺ پر کیا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ لفظ "امی" کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ آیت ﴿وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِيَّ﴾ میں "امیّین" سے مراد وہ نہیں جو لکھنے پڑھنے سے عاری ہوں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ منزل آسمانی کتابوں کی معرفت سے نابلد ہوں (۳۸)۔

بظاہر علمی دعویٰ لیکن انتہائی جہالت پر مبنی، اور اندھے تعصب سے بھرپور الزام اور بغیر سند کے ریمارکس؟!!" ﴿وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ (۳۹)

لفظ "اُمّی" کی لغوی تحقیق اور مستشرقین کی آراء کا علمی محاسبہ

مستشرقین کی آراء کا جائزہ لینے اور ان کے اعتراضات اور شبہات کے جوابات سے پہلے لفظ "امی" کی تحقیق بے حد ضروری ہے۔

لفظ "اُمّی" کا لغوی مفہوم:

ابن منظور کہتے ہیں کہ لفظ "اُمّی" اس کو منسوب کرتے ہیں جو کوئی اپنی ماں کی خصلت پر ہو یعنی جو نہ لکھ سکتا ہو نہ پڑھ سکتا ہو وہ "اُمّی" کہلاتا ہے کیونکہ لکھنا ایک کسبی چیز ہے جو تعلیم سے حاصل کی جاتی ہے یا اس کو جو "اُمّ" سے منسوب کیا جاتا ہے گویا کہ ماں نے جس حالت میں اس کو جنا ہے، وہ اسی حالت پر ہے یعنی لکھنا پڑھنا نہیں جانتا (۴۰)۔

شہاب الدین الزہری لکھتے ہیں کہ لفظ "اُمّی" اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ کیونکہ وہ ابھی بھی اسی حالت میں ہے جس حالت میں اس کو ماں نے جنا تھا، اور کتابت کسبی چیز ہے جو تعلیم سے حاصل کی جاتی ہے اس طرح قراءت یعنی پڑھنا، کسی کتاب کا ہی ہوتا ہے (۴۱)

راغب اصفہانی صاحب فرماتے ہیں۔

" اُمّی وہ ہوتا ہے جو نہ لکھ سکتا ہو نہ کتاب سے پڑھ سکتا ہو" (۴۲)۔

ابن قتیبہ کے نزدیک " لفظ اُمّی اس کو کہتے ہیں جو نہ لکھ سکتا ہو، کیونکہ یہ امت عرب کو منسوب ہے یعنی عرب بطور جماعت جو لکھنا نہیں جانتے تھے" (۴۳)۔

الشیخ محمد عبد العظیم الزرقانی فرماتے ہیں کہ "اس سے مراد یہ نہیں کہ تمام امت عرب لکھنے پڑھنے سے قاصر تھی، بلکہ ان میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں ذکر ہوا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور قریش کے اندر کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے اسلام کی آمد سے تھوڑا عرصہ پہلے لکھنا سیکھ لیا تھا یہ اللہ کی طرف سے نبی ﷺ کی بعثت کے کچھ آثار اور اشارے دیتے تھے اور دینِ اسلام اور آمد رسول ﷺ کی ایک تمہید کی مانند تھی کہ جب وحی نازل ہو جائے تو اس کی کتابت کا بھی بندوبست ہو اور اس منزل کتاب کی حفاظت ہو۔ پس حکم امیت اس امت پر بطور کثرت اور غلبہ کے ہے، تمام امت پر نہیں" (۴۴)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ "اُمّی" لغت کے آئمہ کے نزدیک اس شخص کو کہتے ہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو، اور جو مستشرقین کے نزدیک اس کے معنی ہیں غیر کتابی یا غیر یہودی یا بت پرست وغیرہ، ان کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مشہور مفسرین کے نزدیک لفظ اُمّی کے معانی:

مفسرین بھی اہل لغت کے معانی پر متفق ہیں، امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ امیین سے مراد وہ لوگ ہیں جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ دلیل میں نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔

((إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ «وَالشَّهْرُ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ)) (۴۵)

ترجمہ: ہم امی امت (کے لوگ) ہیں نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہم حساب کرتے ہیں مہینہ اس طرح ہوتا ہے اور اس طرح اور اس طرح اور تیسری مرتبہ میں انگوٹھے کو بند فرمالیا اور مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے یعنی مکمل تیس (دنوں) کا۔

جبکہ امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ "اُمّی" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لفظ "اُمّی"، اُمّی امت کی طرف منسوب ہے جو ان کی ماؤں کی طرح پیدا ہوئے، وہ بھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتی تھیں اور لکھی ہوئی چیزوں کو بھی نہیں پڑھ سکتی تھیں (۴۶)۔

صاحب تحفۃ الاحوذی فرماتے ہیں کہ حدیث " أنا أمة أمية۔۔۔" سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی ماؤں سے ولادت کی سی حالت اور پرانی خصلت پر ہیں کہ انہوں نے لکھنا اور حساب کرنا نہیں سیکھا (۴۷)۔

امام قرطبی آیت کریمہ ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (۴۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں "کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بیان کی وضاحت فرمائی ہے کہ محمد ﷺ قرآن کریم سے پہلے "اُمّی" ہونے کی وجہ سے پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اگر وہ لکھنا پڑھنا جانتے تو جن کے دلوں میں بیماریاں ہیں وہ شک میں پڑجاتے۔ مزید برآں "من" مجرور جب نکرہ پر لگ جاتا ہے اور وہ نافیہ ہو تو وہ مطلق زمانے پر دلالت کرتا ہے یعنی نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے اور نہ بعد میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور نہ آپ ﷺ نے کسی سے سیکھا بلکہ وفات تک "اُمّی" ہی رہے، نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اور نحاس کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ نہ لکھنا جانتے تھے اور نہ ہی اہلِ کتاب سے ان کا اختلاط رہا کہ ان سے سابقہ امتوں اور انبیاء کرام کے بارے میں معلومات لے لیں پس شک وشبہ زائل ہوا" (۴۹)۔

امام زمخشری آیت﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾کے بارے میں فرماتے ہیں "کہ ان پر آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں باوجودیکہ وہ خود بھی ان جیسے "اُمّی" ہیں نہ کبھی اس سے قراءت وارد ہے اور نہ اس کا سیکھنا، اور "اُمّی" کی قراءت یہ ایک واضح معجزہ ہے" (۵۰)۔

تفسیر جلالین میں امام جلال الدین المحلی مذکورہ آیت کی تفسیر میں الامیین سے مراد "عرب" لیتے ہیں اور ان کے نزدیک "اُمّی" وہ ہے جو نہ لکھ سکتا ہو اور نہ پڑھ سکتا ہو (۵۱)۔

اسی طرح ابو السعود بھی اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت "امیین" سے جلالین کی طرح "عرب"لوگ مراد لیتے ہیں کیونکہ ان میں اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کی کتابت سیکھنے کے کوئی ثبوت نہیں۔ تو باوجود اس کے "اُمّی" ہونے کے ان پر آیتوں کی تلاوت بھی کرتے ہیں (۵۲)۔

الشیخ محمد الصابونی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ کا ارشاد ہے﴿ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴾ " **أی وما کنت یا محمد تعرف القراءة ولا الکتابة قبل نزول هذا القرآن لأنك أمیّ**" (۵۳).

ترجمۃ: اے محمد ﷺ آپ اس قرآن کے نزول سے پہلے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا کیونکہ آپ "اُمّی" ہیں۔

امید ہے کہ مذکورہ بالا گزارشات سے مستشرقین کے بعض اعتراضات کا جواب اجمالی طور پر واضح ہو چکا ہو گا اور مزید وضاحت کے لیے ایک مستشرق سٹوبرٹ اور واٹ کے بعض استدلالات کا علمی محاسبہ زیرِ نظر عبارات میں ملاحظہ فرمائیے۔

مسٹر سٹوبرٹ اور دیگر مستشرقین یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں جب مشرکین مکہ کے ساتھ معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو اس شق پر کہ یہ معاہدہ محمد رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان ہو رہا ہے، قریش نے اعتراض کیا کہ یہ ہمیں منظور نہیں ہے اختلاف تو لفظ "محمد رسول اللہ ﷺ" پر ہے اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ ﷺ کو کسی چیز سے نہ روکتے، آپ ﷺ تو محمد بن

عبد اللہ ہیں۔ اس پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ ہوں، پھر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دیں، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس لفظ کو نہیں مٹاؤں گا، تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے دستاویز لے لی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ہاتھ سے مٹا کر لکھا" (۵۴)۔

مستشرقین کہتے ہیں کہ روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود بلاواسطہ لکھائی کی۔ جب لکھائی ثابت ہوئی تو قراءت کرنا اور پڑھنا بھی ثابت ہوا کیونکہ قراءت اور کتابت لازم وملزوم ہیں۔ پس اس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امیت ثابت نہیں ہوتی۔

اس کا انکاری جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود بلاواسطہ لکھائی کی بلکہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو لکھنے کا حکم ہوا تو کتابت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو منسوب ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایت چونکہ مختلف طریقوں اور راویوں سے مختلف الفاظ میں وارد ہے اس لیے اس میں کچھ ابہام کا احتمال ہے۔ لیکن محور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو امر کتابت ہی ہے۔ ان روایات کا جائزہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

- صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت انس بن مالک سے مروی ہے "**فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ، وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ** " (۵۵)

  ترجمة: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم لوگ مجھے جھٹلا رہے ہو، (اے علی) لکھ دو "محمد بن عبد اللہ"۔

- اس طرح صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت میں " **وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ**" (۵۶) لکھ دو کہ یہ "محمد بن عبد اللہ" کی طرف سے ہے۔

- صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت میں ہیں: " **ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: «امْحُ رَسُولُ اللَّهِ»، قَالَ: لاَ وَاللَّهِ لاَ أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكِتَابَ، فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ** (۵۷).

ترجمة: پھر رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا کہ لفظ "رسول اللہ" کو مٹا دو، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کے نام) کو کبھی بھی نہیں مٹاؤں گا، پھر رسول اللہ نے دستاویز لے لی اور آپ اچھے طریقے سے نہیں لکھ سکتے تھے پھر لکھا کہ "محمد بن عبد اللہ نے یہ فیصلہ کیا۔

- صحیح مسلم میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔" فَقَالَ لِعَلِيٍّ: «امْحَ رَسُولَ اللہ»فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللہ لاَ أَمْحَاهُ أَبَدًا، فقَالَ: «فَأَرِنيهِ»، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ رسول اللہ بِيَدِهِ. (۵۸).

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لفظ " رسول اللہ "کو مٹادو، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس کو کبھی بھی نہیں مٹاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ جگہ دکھاؤ، تو کہتے ہیں کہ آپ نے آپ ﷺ کو وہ جگہ دکھائی تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے دستِ مبارک سے مٹادیا۔

- جبکہ ابن حبان نے اپنی کتاب میں بخاری کی درج بالا روایت میں اضافہ کر کے محمد بن عثمان بن العجلی کی ایک روایت نقل کی ہے۔
فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ، فَأَمَرَ فَكَتَبَ مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ مُحَمَّدًا، فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس معاہدہ کی کاپی لے لی۔ آپ ﷺ اچھے طریقے سے نہیں لکھ سکتے تھے، آپ ﷺ نے حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "رسول اللہ " کی جگہ محمد ﷺ بن عبد اللہ لکھا پس لکھا کہ یہ محمد بن عبد اللہ کی طرف سے فیصلہ ہے۔

ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لفظ "رسول اللہ" مٹانے کا حکم دیا تھا جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معذرت کی، پھر آپ ﷺ نے اس سے اس جگہ کا پوچھا جہاں رسول اللہ لکھا ہوا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ دکھائی تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے لفظ "رسول اللہ " کو مٹادیا پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد بن عبد اللہ " لکھنے کا حکم فرمایا۔ اور یہ ان تمام روایتوں کا نچوڑ اور نتیجہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ روایت میں جو لفظ "فأرنیہ " ہے مجھے وہ جگہ دکھاؤ" کا وجود اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ سے لفظ "رسول اللہ " دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں جو کہ ایک واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ سرے سے پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ نیز یہ کہ وہ مشرک جو رسول اللہ کے ساتھ مذاکرات کر رہا تھا دیکھ لیتا کہ آپ ﷺ نے اس واقعہ میں اپنے دستِ مبارک سے کچھ لکھا ہے تو

ضرور کفارِ قریش میں یہ خبر پھیلا دیتا کہ آپ ﷺ تو لکھنا جانتے ہیں۔ جب اس قسم کی خبر نہیں مل رہی تو پھر یہ لکھنا بھی ثابت نہیں ہوا۔

ہاں! اگر آپ ﷺ سے خود بلاواسطہ اپنا نام مبارک لکھنا ثابت ہو بھی جائے تو کیا اس سے آپ ﷺ کے امیت ختم ہو جاتی ہے، اس کا جواب امام ذھبی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اعلیٰ ذہانت اور فطانت اور وحی لکھنے والی جماعت کے ساتھ آپ کی صحبت اور بادشاہوں کو خطوط لکھنے والوں کے ساتھ آپ ﷺ کی وابستگی آپ کو اپنے اور اپنے والد صاحب کے اسم گرامی سیکھنے میں کسی چیز کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

پس آپ ﷺ کا اپنا اور اپنے والد گرامی کے نام کے لکھنے کی معرفت آپ ﷺ کو صفت "اُمّی" سے نہیں نکال دیتی۔ آپ معاشرہ میں اکثر ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہیں لیکن وہ اپنا نام لکھ سکتے ہوں گے۔

مستشرقین اور ان کے پیروکاروں نے امیتِ رسول کے بارے میں جو شکوک وشبہات پیدا کیے وہ حقیقت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہیں۔ انہوں نے واقعہ حدیبیہ کو بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن انہوں نے اتنی تکلیف نہیں کی کہ دیگر اسلامی مصادر تک رسائی حاصل کرتے، تو یہ سب ہوا میں تیر پھینکنے اور اندازے لگانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ روایت سے معلوم ہوا کہ اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کے ساتھ قرابت وعداوت میں پچاس سال سے زیادہ عرصہ گزارا اور آپ ﷺ کے ہر پل اور خبر سے لمحہ بہ لمحہ واقف ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے دن رات کے بارے میں اپنے آپ کو باخبر رکھتے تو سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ آپ ﷺ "اُمّی ہیں۔

اس وجہ سے تو قریش نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ﴿ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴾ (۶۰). آیت میں یہ نہیں کہا "کتبھا" بلکہ الزام یہ تھا کہ "اکتتبھا" یعنی "اس کے لیے کسی اور نے لکھا" ہے۔

مسٹر واٹ کے شبہ کے جواب میں امام ابن تیمیہ کے درج ذیل اقوال کافی وشافی ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ آیت کریمہ ﴿ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴾ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا

حال بیان فرمایا جس کا ہر خاص وعام کو پتہ تھا، اور آپ ﷺ کی قوم کے تمام شاہد اور غائب لوگوں کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ امی ہیں، نہ کسی منزل یا غیر منزل کتاب کا لکھنا جانتے ہیں اور نہ کسی منزل یا غیر منزل کتاب کا پڑھنا جانتے ہیں نہ آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور نہ منزل یا غیر منزل کتابوں کو نقل کرتے ہیں" (٦١)۔

مسٹر واٹ محدثین کو موردِ الزام ٹھہرا دیتے ہیں "کہ وہ روایتوں میں گڑبڑ کرتے ہیں جس سے امیت محمدی کا ثبوت نکال دیتے ہیں۔ لیکن واٹ صاحب کے بقول محدثین کی من گھڑت روایت کو چھوڑیں قراءت کی اصلی روایت تو پڑھیں یعنی آیت ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوا۟ مِن قَبْلِهِۦ مِن كِتَـٰبٍ وَلَا تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَ ۖ إِذًا لَّٱرْتَابَ ٱلْمُبْطِلُونَ﴾ یہ اصول تحقیق کے منافی ہے کہ ایک ہی روایت پر تکیہ لگا کے حکم صادر فرمایا جائے۔ بلکہ اس موضوع سے متعلق دیگر روایات کو بھی مطالعہ کا ایک حصّہ بنانا چاہیے۔

امام ابن تیمیہ آگے لکھتے ہیں "کہ حضرت محمد ﷺ کرہ ارضی کے علاوہ کسی اور کرہ میں نہیں رہے تھے، اگر وہ کچھ لکھنا پڑھنا جانتے تو مشرکین مکہ ضرور شک وارتیاب میں پڑ جاتے، اور کہتے "کہ اس نے کسی سے پڑھا ہے"، اور اس نے اس قرآن کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی دشمن قوم نے بھی یہ اعتراف کیا کہ آپ ﷺ نے کسی کتاب سے نہ پڑھا ہے اور نہ حفظ کیا کیونکہ آپ ﷺ امی ہیں" (٦٢)۔

مسٹر واٹ کا یہ کہنا کہ یہ "روایتی اسلام" میں ہے کہ آپ ﷺ امی تھے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، کیونکہ اس امیت محمدی میں قرآن کریم کا اعجاز پنہاں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مکہ کے اندر لکھنے پڑھنے والے بہت سے لوگ تھے اور محمد ﷺ ایک کامیاب تاجر تھے تو یہ ضروری ہے کہ وہ لکھنے پڑھنے والے ہوں"

یہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسٹر واٹ کا مقصد "روایتی اسلام" سے کیا ہے؟ اسلام کے اندر کوئی درجہ بندی تو ہے نہیں، ہاں اگر استشراقی اسلام یا روشن خیال اسلام کی بات ہے تو یہ ضروری ہے کہ روایتی اسلام کی روایات میں شک کریں، کیونکہ روایتی اسلام میں تو قرآن کریم ہی مصدر اوّل ہے اور اس میں مختلف آیتوں سے امیتِ رسول روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

کامیاب تجارت کے لیے لکھنا پڑھنا ضروری نہیں، آپ معاشرے میں دیکھیں کہ اکثر ارب پتی حضرات "Marketing" یا "Finacnce" میں پی ایچ ڈی نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ کام کرنے والے لوگ ہی ان کا حساب کتاب برابر رکھتے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے وحی لکھنے کے لیے کاتبین رکھے تھے اور آپؐ کا کاتبین وحی رکھنا بھی امیت رسول اللہ کی ایک واضح دلیل ہے۔

اسی طرح مسٹر واٹ نے "ما أنا بقارئ" کی تفسیر جو "ماذا أقرأ" پیش کی تھی تو اس کا جواب علامہ ابن حجر کا قول مسٹر واٹ جیسے فتنہ پرور مریضوں کا علاج ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "ما" نافیہ ہے، کیونکہ اگر یہ استفھامیہ ہوتا تو باء پر داخل نہ ہوتا۔ اور باء زائدہ ہے جو نفی کی تاکید کے لیے یعنی "ما احسن القراءة" (میں پڑھنا بالکل نہیں جانتا) کے معنی میں ہے۔

مسٹر واٹ تو کہتے ہیں کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، لیکن مستشرقین میں انصاف پسند دو آدمیوں نے آپ ﷺ کی امیت کا اعتراف کیا ہے۔ جن میں سے ایک ول ڈیورانٹ اور دوسرا تھوماس کارئل ہے۔

ول ڈیورانٹ کہتے ہیں کہ کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ محمد ﷺ نے کسی سے لکھنا پڑھنا سیکھا ہے۔ اور نہ کوئی اس کے بارے میں علم رکھتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود کتابت کی (٦٣)۔

تھوماس کارئل کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے کبھی بھی کسی استاد سے نہیں پڑھا ہے اور مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ محمد ﷺ لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ (٦٤) یہ "وشهد شاهد من أهلها" کے مصداق ہے۔

حاصل بحث:

ظہورِ اسلام کو چودہ صدیاں گزر گئیں اور ابتدائے وحی یعنی ٦١٠ء میں جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، سے لے کر آج تک شکوک وشبہات کرنے والے اور مستشرقین اسلام، اس کے رسول، اس کے اصول ومبادئ اور اس کی تعلیمات کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کرنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شکوک کی یہ لہریں آج تک منقطع نہیں ہوئیں، بلکہ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ١١ ستمبر ٢٠٠١ء میں امریکہ میں پیش آنے والے حادثہ کے بعد اسلام کے خلاف جاری اس لہر میں تیزی آگئی ہے۔

حالانکہ اسلام وہ دین ہے جس نے سابقہ آسمانی مذاہب کو تسلیم کیا ہے۔ اس نے کسی کو اس بات پر مجبور نہیں کیا کہ وہ اسلام قبول کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ﴾ (۶۵)

ترجمہ: دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے۔

اسلام نے سابقہ الہامی مذاہب عیسائیت اور یہودیت کو تسلیم کیا ہے، لیکن یہ خود یہودی اور عیسائی مستشرقین کی طرف سے کئے جانے والے حملوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اسلام اور اس کے رسول کے خلاف جاری حملوں میں نامناسب اور بدترین حد تک حدت آگئی ہے؟ حملہ ایسے وقت میں کیا جارہا ہے جبکہ ہم بھرپور معلوماتی عہد سے گزر رہے ہیں، اور دنیا کے تمام ممالک کھلے آسمان کے نیچے ایک بستی کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ انٹرنیٹ اور فضائی چینلوں سے بھری ہوئی بستی میں یہ اسلام اور رسول اسلام پر جھوٹے الزامات کا سیلاب لا رہے ہیں، لیکن مسلمانوں، اسلامی اور عرب ملکوں کا معاملہ قابل تعجب ہے۔ یورپ اور امریکا میں ۱۲۰ سے زائد استشراقی ادارے ہیں۔ ان سب کا مقصد صرف یہ ہے کہ اسلام کا تحقیقی مطالعہ کریں، گہرائی کے ساتھ اس کا جائزہ لیں، اس کے رموز، اس کی تہذیب، اس کے عقیدے، اس کی تاریخ اور اس کی فقہ کو اپنا موضوع بنائیں۔ ہر ہر ادارے کے پاس اس قدر مادی اور معنوی امکانیّات ہیں کہ اسلام سے متعلق سینکڑوں کتابیں جاری کر سکتے ہیں۔ لیکن اُمّتِ اسلامیہ کی سانحہ انگیز حالت یہ ہے کہ عالم اسلام وعالمِ عرب میں ایک بھی ایسا خصوصی تحقیقی ادارہ نہیں پایا جاتا جو حکومتی اداروں کی گرفت اور اس کے چنگل سے آزاد ہو، تاکہ یورپ اور امریکا کے اداروں سے نکلنے والی سینکڑوں تصنیفات کا جواب دے سکے۔ عالمِ اسلامی اور عالمِ عرب سوائے شور وہنگامہ، شکوہ وشکایت کرنے، مذمت کرنے اور مائیکروفون پکڑنے کے اور کچھ نہیں جانتے جیسے کہ مسلمان صرف آواز ہی آواز ہیں تاکہ اسلام اور اس کے رموز کے خلاف مستشرقین جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کے خلاف صرف آواز بلند کریں، لیکن علمی اور فکری سطح پر کوئی حقیقی اور مثبت عمل نہیں پایا جاتا جو مستشرقین کے الزامات اور ان کی افترا پردازیوں کا مؤثر جواب بن کر عالمی سطح پر قابلِ قبول ہو۔

اسلامی ممالک کے ناگفتہ بہ سیاسی حالات کے سائے میں آج ان کے پاس صرف نعرے بازی رہ گئی ہے۔ ان کی کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی وزن نہیں۔ حالانکہ تاریخی مذہبی اور اسلامی پیمانے پر یہ

صورتحال ناقابلِ قبول ہے کہ تمام اسلامی ممالک اسلام اور سول اسلام کی محض زبانی طور پر مدافعت کریں۔ اگر اسلامی ممالک مستشرقین کے الزامات کے خلاف اسلام کا دفاع نہیں کریں گے تو ان اسلامی ممالک کے نزدیک اور کونسا قیمتی سرمایہ اثاثہ ہے جس کا یہ دفاع کریں گے؟ اسلامی ممالک اگر اسلام سے پھر جائیں گے یا اسلام کا دفاع نہیں کریں گے تو اپنی عزت وآبرو کھو بیٹھیں گے۔ اسلام ہی وہ ترکش ہے جو امتِ اسلامیہ کی مدافعت کرنے کا کام کرتا ہے۔ لیکن اللہ رب العزت کسی کا محتاج نہیں اس نے اپنے دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے۔ ﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ (٦٦).

ترجمہ: بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اور لوگ اسلام، قرآن اور صاحب قرآن النبی الامی علی صاحبھا افضل الصلوۃ والسلام کے بارے میں جتنے اور جیسے بھی حملے کریں وہ خود اپنے خنجروں ہی سے ہلاک ہو جائیں گے۔

﴿یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ﴾ (٦٧).

ترجمہ: یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

اور کیا خوب کہا ہے مدحِ نبوی میں قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقشِ روحِ محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے روشنی مانگ کر بزمِ کون ومکاں سجایا گیا

وہ محمد بھی، احمد بھی، محمود بھی، حسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم وحکمت میں وہ غیر محدود بھی ظاہراً اُمّیوں میں اٹھایا گیا

حواشی وحوالہ جات

۱) Oxford Dictionary of National Bio-Graphy, Oxford University Press, 2004

۲) Watt: Mohammads Mecca, Edinburg 1988 PP45-46, also see: Harry Austrian wolf son. The Philosophy of te Kalama (USA, Hayward University Press۳),۱۹۷٦ ,P.600. see also Arthur Jeffery the foreign vocabulary of the Quran Breda 1938

۳) Abraham Gelger: Was hat Mohammad aus dem Judentume aufgenommen

۴) Translated as Judaism and Islam Madras 1898

۵) د.عبدالرحمن بدوی،موسوعۃ المستشرقین، دار العلم للملایین، ۱۹۹۳، ص:۱/ ۴۴

۶) Richard Bell: The Origin of Islam and its Christian Environment, London, Abraham Gelger: Judaism and Islam. 1898, A. 1Kash: Judaism in 1926, New york 1954.

۷) W. Muir: Life of Mohammad. ۳rd Edition reprinted 1926, pp.25-26, D.S. Margoliouth: Mohammad and the rise of Islam. London, 1905, PP.64, Montgomery .Watt: Mohammad's Mecca, p 50.

۸) D.S. Morgoliouth: Mohammad and the rise of Islam: p52

۹) Rechard Bell: Mohamamds call, The Moslem World, January 1934, p 13, Watt: Mohammad at Mecca, Oxford,1960, pp.52-58

۱۰) Torry: The Commercial Theological Terms of the Quran, Leiden, Arther , Jeffery the Foreign Vocabulary of the Quran, Broda, 1938

۱۱) Richard Bell the Origin of Islam and Its Christion environment, London,1926

۱۲) سورۃ الاعراف:۱۵۷

۱۳) سورۃ الاعراف:۱۵۸

۱۴) سورۃ الجمعۃ:۲

۱۵) سورۃ آل عمران:۲۰

۱۶) سورۃ آلِ عمران:۷۵

۱۷) سورۃ البقرۃ:۷۸

۱۸) سورۃ العنکبوت:۴۸

۱۹) سورۃ الجمعۃ:۲

۲۰) سورۃ التوبۃ: ۱۲۸

۲۱) فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، دار الفکر بیروت، ، طھران، ص :۱۶/ ۲۴۱
۲۲) السیوطی ،الدر المنثور لجلال الدین ،دار الفکر بیروت، ص:۵ /:۱۴۸،زاد المسیر، ، ص:۶/ ۱۳۵.
۲۳) الزرکشی،البرہان في علوم القران للزرکشی، دار التراث، ص:۱/ ۴۸
۲۴) Aloys Sprenger: Das Leben and Die des Mohammad The life and Teaching of Mohammad, Berlin 1861, P 301/1, 224/2, 3/401-402
۲۵) Edward Willium: Arabic English Dictionary, London, 1863 – 1893
۲۶) دفاع عن القرآن ضد منتقدیہ، عبدالرحمن بدوی، الدار العالمیۃ للکتب و النشر، ص: ۱۵
۲۷) Untesuchungan, Berlin Koranischa 1926
۲۸) ایضاً،ص:۱۶.
۲۹) ایضاً
۳۰) ایضا،ص:۱۸،۱۷
۳۱) عبدالرحمن بدوی،دفاع عن القرآن ضد منتقدیہ، ، الدار العالمیۃ للکتب و النشر، ص:۱۸،۱۷
۳۲) ڈاکٹر نبیل لوقا بباوی،دفاع محمد ﷺ ، مرکز اللغات والترجمۃ الاجنبیہ جامعۃ القاہرہ، مصر ص ۲۷
۳۳) ایضاً،ص:۱۶۳
۳۴) Stobert: Non Christian Religion: Islam and its founder pp:53
۳۵) Watt: Mohammad at Mecca
۳۶) Ibd
۳۷) سورۃ آلِ عمران:۷۵
۳۸) Barah, Eneyelopedia&, Islam
۳۹) سورۃالزخرف:۱۸
۴۰) ابن منظور ،لسان العرب،ص: ۱۲/ ۳۴
۴۱) الزاہر،لشہاب الدین الزہری الہروی،ص:۱/ ۱۰۹
۴۲) راغب اصفہانی،المفردات فی غرائب القرآن، داراحیاء التراث العربی،ص:۱ /۲۸
۴۳) غریب الحدیث، ابن قتیبہ،ص: ۱/ ۸۴
۴۴) مناہل العرفان فی علوم القرآن، محمد عبدالعظم الزرقانی، دار الکتب العلمیہ ط ۲، ص ۲۰۰

۴۵) صحیح مسلم ، ۲/۱۶۷ ، دار إحياء التراث العربي ، بيروت ، البخاری ۳/۲۷ ، دار طوق النجاة ، مصورة عن السلطانية ، تفسیر الطبری ص: ۱/۳۷۳

۴۶) فتح القدير، لكمال الدين الهمام الحنفي ، دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۰۳، ص1: /۱۰۴

۴۷) المباركفوري، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم ،تحفة الاحوذی دارالکتب العلمیہ- بیروت ص:۱۰/۸۹

۴۸) سورۃالعنکبوت:۴۸

۴۹) أبي عبد الله القرطبي، الجامع لأحكام القران ، مؤسسة الرسالة ۲۰۰۶، ص:۳/ ۳۵۲

۵۰) الزمخشري، تفسیر الکشاف دارالکتب العلمیہ ط ۴،ص: ۴/۵۱۷

۵۱) امام جلال الدین المحلی، تفسیر جلالین، طبع: دارالخیر، ص:۵۵۳

۵۲) ابوالسعود،ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایاالکتاب الکریم، دار الکتب العلمیہ،ص:۶/۲۴۶

۵۳) الشیخ محمد الصابونی،صفوۃالتفاسیر ،دارالفکر،ص:۴۲۷

۵۴) Stobert: Non Christian Religion: Islam and its founder pp:53

۵۵) صحیح بخاری،دارالسلام،ص:۳ /۱۹۳

۵۶) صحیح بخاری، ص: ۴ /۱۰۳

۵۷) صحیح بخاری، ص: ۳ /۱۸۴

۵۸) صحیح مسلم، ص دارالسلام: ۳ /۱۴۱۰

۵۹) صحیح ابن حبان،مؤسسة الرسالة، بيروت،ص: ۱۱/۲۲۹

۶۰) سورۃالفرقان: ۵

۶۱) شیخ الإسلام ابن تیمیہ،الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، لشیخ الإسلام،دار العاصمة ۱۹۹۹ ،ص:۴/ ۳۱

۶۲) الجواب الصحیح،، ص:۴/ ۲۴

۶۳) قصہ الحضارۃ،ترجمہ بالعربی لمحمد بدران، قاہرہ، ط ،۲ص:۱۳

۶۴) کارئل،الابطال "Heros" ترجمہ بالعربی لمحمد السباعی،الدار القومی القاہرہ،ص:۵

۶۵) سورۃالبقرۃ۲۵۶

۶۶) سورۃالحجر:۹

۶۷) سورۃالصف:۸